گاندھی جی کا پیغام

از

فرزندِ رامپور
پروفیسر مکٹ بہاری لال رامپوری مرحوم
سابق صدر شعبۂ سیاسیات، بنارس ہندو یونیورسٹی

رامپور انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل اسٹڈیز
۱۹۶۹ء

گاندھی جی کا پیغام

از

فرزندِ رامپور
پروفیسر مکٹ بہاری لال رامپوری مرحوم
سابق صدر شعبۂ سیاسیات، بنارس ہندو یونیورسٹی

رامپور انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل اسٹڈیز
۱۹۶۹ء

رامپور کا جشن بہار ۱۹۶۹ء

آف پرنٹ

حرفے چند

رامپور کے قابل فخر فرزند پروفیسر مکٹ لال کی پیدائش ۱۹۰۱ء کے آس پاس ہوئی۔ رامپور ہی میں آپکی ابتدائی تعلیم ہوئی، اعلیٰ تعلیم بنارس ہندو یونیورسٹی میں ہوئی اور وہیں شعبہ سیاسیات میں لکچرر اور ترقی کر کے آہستہ آہستہ پروفیسر اور صدر شعبہ بنے۔ ۱۹۶۵ء کے آس پاس آپ راجیہ سبھا کے ممبر نامزد ہوے۔ ۱۹۷۲ء کے آس پاس وفات پائی۔

رامپور کی بہترین روایات کے امین تھے۔ جب بھی رامپور آتے تو صولت لائبریری انکی مستقل نشست گاہ ہوتی۔ شام کو محفل جمتی۔ اچھے میاں (سید فریدالدین صاحب مرحوم) سکریٹری لائبریری کی حیثیت سے اپنی مرکزی کرسی کسی کے لیے نہیں چھوڑتے تھے۔ مگر مکٹ بہاری لال صاحب جب بھی آتے تو ان کے سامنے وہ اپنی خوردی اور انکی بزرگی کی شان اور وضع کا ہمیشہ خیال رکھتے اور بیچ کی کرسی ہمیشہ پروفیسر صاحب کے لیے رہتی۔

رامپور کا جشنِ بہار ۱۹۶۹ء میں منایا گیا۔ یہ گاندھی جی کا سال تھا، مرزا غالب کا بھی سال تھا۔ کچھ غالب کو یاد کیا گیا، کچھ گاندھی جی کی یاد منائی گئی اور اسی موقع سے پروفیسر صاحب نے ہماری خصوصی عرض پر گاندھی جی کے بارے میں ایک بہت اچھا مقالہ پڑھا، جو جشن بہار مجلد میں شامل ہو رہا ہے۔ یہ الگ سے اسی مقالے کا آف پرنٹ ہے:
رامپور میں گاندھی صدی تقریب کی ایک یادگار، اور ساتھ ہی ہمارے پروفیسر صاحب کی ایک مقدس یادگار!

ع۔ ر۔ ب

پروفیسر مکٹ بہاری لال

پروفیسر مکٹ بہاری لال

گاندھی جی کا پیغام

خدا کی عبادت

گاندھی جی روز صبح و شام جماعت کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے، صفاتِ الٰہی کی یاد کرتے اور استدعا کرتے کہ وہ سب کو اپنی رحمت عطا فرمائے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ خدا سب کا ہے پروردگار کی رحمت سب پر ہے، اس کی عبادت سب کا فرض ہے۔ وہ بندگانِ خدا کی خدمت کو خدا کی عبادت کا بہترین ذریعہ سمجھتے تھے اور خدمتِ خلق کے ذریعہ خالق کی عبادت کرتے رہتے تھے۔

مذہبی اتحاد

وہ ہر مذہب کی عزت ہر خدا پرست انسان کا فرضِ اولیں سمجھتے تھے، وہ محبت کو ہر مذہب کا بنیادی اصول مانتے تھے اور اس بنیاد پر مختلف مذاہب میں یک جہتی اور خداوندکریم کے بندوں میں خلوص پیدا کرنا چاہتے تھے۔ گاندھی جی مذہبی یکجہتی اور خلوص کو ملک کی سماجی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

انھیں یقین تھا کہ اس یک جہتی اور خلوص کے ذریعہ ہی فرقہ واریت پر انسانیت اور روحانیت حاوی ہوسکتی ہے۔ مختلف مذاہب کے افراد میں برادرانہ تعلقات پیدا کیے جاسکتے ہیں۔ مذہب کی سچی اخلاقی اور روحانی تعلیمات سے عوام مستفید ہوسکتے ہیں۔

مذہبی اصلاح گاندھی جی مذہبی روایات اور رسم و رواج میں اصلاح کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ ان کے خیال میں انصاف اور انسانیت، اخلاق اور روحانیت کے بہترین اجزا ہیں۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ ہر فرد کو زندگی سے مستفید ہونے کے مساوی حق حاصل ہوں۔ ہر شخص کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ ہو۔ انصاف اور انسانیت کے منافی رسم و رواج کو وہ کسی حالت میں بھی مذہب کے نام پر قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کسی مذہب میں وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب اصلاح صرف مذہب کے صاحبانِ رائے ہی کر سکتے ہیں۔

حق پرستی گاندھی جی حق پرست تھے۔ وہ خدا اور حق میں کوئی تفریق نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ حق خدا ہے اور خدا حق ہے۔ وہ ہر لمحہ خدا کی یاد کرتے، ہر کام میں حق کی پابندی کرتے۔ وہ اپنی زندگی کے سارے تجربات کو حق کی روشنی میں دیکھتے اور پرکھتے تھے جیسا کہ ان کی سوانح عمری سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سچ کی بنیاد پر ہی سچی انسانی زندگی اور جماعت کی تعمیر ممکن ہے اور سچائی کو چھوڑ کر کوئی قوم سرسبز نہیں ہو سکتی۔ حق اور عوام کی بہبود ایک ہی مفہوم کی تعبیر ہے۔ بہبود ہی حق کا مقصد ہے، حق کی پابندی میں ہی بہبود ہے۔

انسؔ اور عدمِ تشدد گاندھی جی انس کو انسان کی سچی خصلت سمجھتے تھے۔ انس سے ہی انسان ہے، انس میں ہی انسانیت ہے۔ عدم تشدد انس کی شکل ہے۔ عدم تشدد اور سچائی کا گہرا رشتہ ہے۔ وہ ایک سکے کے دو پہلو ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرا ناممکن ہے۔ عدم تشدد امن و امان کی شرط ہے۔ اس کے ذریعہ ہی مستقل ترقی ممکن ہے۔ جہاں تشدد خودی، خود غرضی، کینہ اور غصے کو بڑھاتا ہے وہاں عدم تشدد انسانیت خلوص اور یک جہتی کو فروغ دیتا ہے جس طرح تشدد اور محبت دو متضاد باتیں ہیں اسی طرح عدم تشدد اور خوف دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ مردانگی، عدم تشدد کا جوہر ہے اس کے ذریعہ حق پرست انسان بڑی سے بڑی طاقت کا مقابلہ کر کے انصاف کی بنیاد پر نئے سماج کی تشکیل کر سکتے ہیں۔ جسمانی طاقت کے بجائے دل کی مضبوطی

میں ہی بہادری پنہاں ہے' وہی بہادر ہے جو ارادے کا پکا ہے اور اپنے ارادے کو حاصل کرنے کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے گاندھی جی کے خیال میں عدم تشدد ایک بڑی تعمیری طاقت ہے' اُن کا یقین تھا کہ عدم تشدد کی بنیاد پر ہی جمہوریت کی تشکیل ہو سکتی ہے اور دنیا میں امن قایم ہو سکتا ہے. تشدد جمہوریت آزادی بین الاقوامی انصاف، اور اتحاد کا دشمن ہے' وہ بلاشک و شبہ آمریت (DICTATORSHIP) اور شہنشاہیت (Monarchy) کا مترادف ہے.

ستیاگرہ کا مقصد

حق اور عدم تشدد پر مبنی ستیہ گرہ کو ہی گاندھی جی زندگی اور سماج کی اصلاح اور ترقی کا سب سے اچھا اور صحیح طریقہ تسلیم کرتے تھے' عدم تشدد کے ذریعہ بدی اور ناانصافی کی مخالفت سچائی اور انصاف پر مبنی زندگی کی تشکیل اور سماج کی تنظیم گاندھی جی کے ستیاگرہ کے مقاصد تھے. شخصی مخالفت کی بنا پر انتشار کو بڑھانا وہ غلط سمجھتے تھے' ان کے خیال میں جہاں عدم تشدد کے ذریعہ بدی اور بے انصافی کی مخالفت نہایت ضروری ہے' وہاں بدکار کے ساتھ بھی انسانیت کا برتاؤ اور اس کی فلاح کی خواہش ایک حق پرست کا فرض ہے. سارے سماج کے ساتھ ساتھ بدکار کی بھی اصلاح ستیہ گرہ کا مقصد ہے. اصلاح اور تعمیر کو ہی وہ ہر جدوجہد کی صحیح غرض تسلیم کرتے تھے. سب کی ترقی اور عروج ہی تعمیر کا صحیح معیار ہو سکتا ہے. گاندھی جی چاہتے تھے کہ غرباء کی حالت کو اس طرح بہتر بنایا جائے کہ وہ اپنی انسانی زندگی سے پورے طور پر مستفید ہو سکیں.

سماج اور فرد

گاندھی جی ساری زندگی فرد اور سماج کے بہبود اور عروج میں کوشاں رہے فرد کی آزادی کو وہ سماج کے بہبود کے لیے ضروری سمجھتے تھے اور سماج کی کسی ایسی تنظیم کو مناسب نہیں سمجھتے تھے جو فرد کی آزادی کی منافی ہو، پر گاندھی جی انفرادیت پسندی اور گوشہ نشینی کے مخالف تھے ان کا خیال تھا کہ انسانی صفات کا فروغ سماج میں رہتے ہوئے سماجی فرائض کی ادائیگی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے' اور خدمت خلق روحانی ترقی کا اچھا ذریعہ ہے. انفرادیت پسندی خودی اور خودغرضی کو بڑھاتی ہے جب کہ خدمت کا جذبہ محبت اور خلوص کو بڑھاتا ہے سماج اور فرد کے حقوق

میں توازن، دونوں کے طور طریقے میں مناسب اصلاح اور دونوں کے ساتھ ساتھ ترقی گاندھی جی ملک کی ترقی کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ سماج سے فرد اور فرد سے سماج ہے۔ دونوں کا گہرا باہمی رشتہ ہے، اچھے انسان ہی اچھا سماج بنا سکتے ہیں، اور اچھے سماج میں ہی انسان اچھا بن سکتا ہے، سماج کی اصلاح میں سرگرم کارکنوں کے لیے اپنی اصلاح کرنا نہایت ضروری ہے۔

انسانی ترقی گاندھی جی ترقی کے اصول کو مانتے تھے۔ ملک کی خستہ حالت اور انسان کی بدنوانیاں انھیں پریشان کرتی تھیں۔ پر انھیں یقین تھا ہر ایک انسان خودی اور خود غرضی کو ترک کر کے اپنے اطوار میں مناسب اصلاح کر کے اپنی اصلاحی اور روحانی طاقتوں کی مدد سے اونچے سے اونچا اٹھ سکتا ہے، سچے معنوں میں انسان بن سکتا ہے

ترقی کا معیار گاندھی جی کی نظر میں انسان کی بلند اخلاقی اور اس کا احساس انسان کو خدا کی دوسری مخلوق سے ممتاز کرتا ہے۔ اخلاقی جذبہ ہی انسان کا بہترین وصف ہے۔ اخلاقی زندگی انسانی زندگی ہے اخلاقی ترقی میں ہی سماجی اور روحانی ترقی پنہاں ہے قوم کی اصلاح اور اس کے بہبود کے لیے انفرادی اور سماجی اخلاق میں اصلاح نہایت ضروری ہے اخلاقی اصلاح انسانی زندگی کے عروج کی پہلی شرط ہے۔ اخلاق کو خیر باد کہہ کر جاہ وحشمت حاصل کرنے کی کوشش افراد کو اوپر اٹھانے کے بجائے ان میں اضافہ کر دیتی ہے۔ ان سب باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے گاندھی جی اخلاق کی تعمیر کو ہی زندگی اور تعلیم کا خاص مقصد بتاتے تھے۔

عالم باعمل گاندھی جی کے خیال اور عمل میں یکسانیت تھی جو وہ سوچتے وہی کہتے اور کرتے تھے۔ وہ اپنے خیالات کی تبلیغ تقریروں سے کہیں زیادہ اپنی عملی زندگی سے کرتے تھے۔ ان کی زندگی ہی ان کا پیغام تھا۔ وہ عالم باعمل کی ہی قدر کرتے تھے وہ اس عقل مند کو ناکارہ انسان سمجھتے تھے جو دوسروں کی تنقید میں ہوشیار ہو پر اپنی زندگی میں کسی اصول کی پابندی کرنے کو تیار نہ ہو وہ عمل کو اصول کی پرکھ سمجھتے تھے اسی اصول کو ٹھیک سمجھتے تھے جس پر عمل کر کے زندگی کو بہتر بنایا جا سکے جس کے ذریعہ سماج کی اصلاح ہو سکے۔

ہمسایہ کے ساتھ محبت

گاندھی جی پڑوسی کے فرائض اور حقوق پر زور دیتے تھے. ہمسایہ کے ساتھ خلوص کے برتاؤ کو وہ قومی اتحاد کا سنگِ بنیاد اور ملک کی پرامن ترقی کی پہلی شرط سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ انسانیت ہر مذہب کی تعلیم ہے. پڑوسی کے ساتھ برادرانہ برتاؤ اس کا پیغام ہے جو انسان اپنے ہمسایہ کے ساتھ بھل منسائیت کا برتاؤ کرنے کو تیار نہیں وہ مذہبی انسان کہلانے کا حقدار نہیں اس کی حالت ان جانوروں سے بھی بدتر ہے، جو گروہ میں پرامن زندگی بسر کرتے ہیں.

قومی اتحاد

مذہب زبان اور نسل کے بجائے وطنیت کو ہی گاندھی جی قومیت کی بنیاد سمجھتے تھے. جہاں مذہبی، لسانی اور نسلی امتیازات، اس ملک میں جہاں بہت سے فرقوں، زبانوں اور نسلوں کے لوگ آباد ہوں، خلوص اور امن میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں، اور اکثر تصادم کا باعث بن جاتے ہیں وہاں وطنیت اور شہریت کا جذبہ اتفاق اور رواداری کو بڑھاتا ہے، وطنیت انسانیت کا جزو ہے، شہریت کا جذبہ ہی ہم وطنوں میں باہمی خلوص پیدا کرسکتا ہے.

گاندھی جی چاہتے تھے کہ سب ہندوستانی فرقہ واریت سے اوپر اٹھ کر بلا امتیاز مذہب و ملت اپنے کو ہندوستانی قوم کا رکن سمجھ کر ہندوستان کی حالت کو بہتر بنائیں. ہندوستانی قوم کے رکن کی حیثیت سے سب کے برابر کے حقوق اور فرائض ہوں. ہر شخص کو مذہبی آزادی ہو، ہر مذہب کے جذبات کا پورا احترام ہو.

قومی اتحاد کو مضبوط بنانے کے لئے وہ ذات، برادری کی تفریقات کو اور اونچ نیچ چھوت چھات کی روایات کو بھلا دینا بھی ضروری سمجھتے تھے. کسی انسان یا برادری کو اچھوت سمجھنا وہ گناہ سمجھتے تھے. وہ چاہتے تھے کہ ہم چھوت چھات کے فرق کو مٹا کر سب کے ساتھ محبت اور انسانیت کا برتاؤ کریں وہ کہتے تھے کہ مساوات کا حصول ہی ہندو مذہب کی تعلیم ہے، مساوات روحانیت کا اہم ترجزو ہے. مساوات کی بنیاد بھی ہندوستان کی تنظیم اور ہندوستانی قوم کی تشکیل ممکن ہے مساوات کے ذریعہ ہی ملک کی سیاسی زندگی اور جمہوریت کو مختلف برادریوں کے خطرناک ٹکراؤ سے نجات حاصل ہوسکتی ہے.

اتحادِ انسانی گاندھی جی محبت کو قومیت کے دائرے میں محدود کرنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ بنی نوع انسان سے محبت کرنا اور ان کی خدمت کرنا ہر انسان اور قوم کا فرضِ اعلیٰ سمجھتے تھے۔ اُن کے خیال میں قومی اتحاد بنی نوع انسان کے اتحاد کی سیڑھی ہے۔ انسانی اتحاد کی آخری منزل کا ایک ضروری قدم ہے۔ قومیت کو اتحاد کی وسیع زنجیر کی کڑی بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ زنجیر کو مضبوط کرنے کے لئے کڑی کو مضبوط کرنا ضروری ہے۔ پر کڑی کو ہی زنجیر سمجھ لینا غلط ہے جو لوگ قومی اتحاد اور قومی فرائض کو بھلا کر انسانی اتحاد اور محبت کی بات کرتے ہیں وہ اصلیت سے کافی دور ہیں۔ جو اپنے پڑوسی اپنے ہم وطنوں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ نہیں کر سکتا ان کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوتا وہ ساری دنیا کے انسانوں سے کیا محبت کر سکتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو قومیت کو انسانی اتحاد کی آخری منزل سمجھتے ہیں، قومی وقار پر بین الاقوامی انصاف اور اتحاد کو قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں وہ بھی انسانیت سے بہت دور ہیں۔ انسانیت کا تو تقاضا ہے کہ ہم سایوں اور ہم وطنوں کے ساتھ برادرانہ محبت کو بڑھاتے ہوئے مناسب انسانوں اور قوموں کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ کیا جائے، یہی گاندھی جی کی تعلیم تھی۔ وہ اس حب الوطنی کے مخالف تھے جو دوسری قوموں کی لوٹ کھسوٹ پر آگے بڑھنا چاہتی ہے۔ گاندھی جی کی تو یہ خواہش تھی کہ ہندوستان ہو کر دنیا کے بہبود میں آزادانہ طور پر اپنی قربانی پیش کرے۔

اقتصادی نظام گاندھی جی ایک ایسا اقتصادی نظام قائم کرنا چاہتے تھے کہ جس میں سب آزادی اور برابری کی زندگی بسر کر سکیں، محنت کشوں کی محنت کی قدر ہو اور وہ مناسب روزگار کے ذریعہ اپنے بال بچوں کی ٹھیک طور پر پرورش کر سکے اور وہ خود سکھ کی زندگی گذار سکے۔ وہ ہر طرح کی لوٹ کھسوٹ اور اجارہ داری کے مخالف تھے اور منافع کی بجائے انسانی فلاح پر مبنی اقتصادی تنظیم کے موافق تھے۔

ٹرسٹی شپ گاندھی جی زمیں داروں اور سرمایہ داروں کے اقتدار کے مخالف تھے اور چاہتے تھے کہ یہ لوگ اپنے کو اپنی زمیں داریوں اور سرمایہ کے مالک سمجھنے کے بجائے ان کا ٹرسٹی سمجھیں اور اس حیثیت سے محنت کشوں اور سماج کے مفاد

میں ان کا انتظام کریں۔ اس طرح گاندھی جی قانون کے ذریعہ زمین داریوں اور کارخانوں کو ضبط کرنے کی بجائے ٹرسٹی شپ کے اصول کے ذریعہ ملکیت کے حق کو ٹرسٹی کے فرض میں تبدیل کرنا چاہتے تھے ان کا خیال تھا کہ انسانی ذہنیت میں اتنی انقلابی تبدیلی ممکن ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ زمین داروں اور سرمایہ داروں کی ذہنیت میں اتنی بڑی تبدیلی ناممکن ہے جو بھی ہو ۱۹۴۲ء میں گاندھی جی نے قانون کے ذریعہ زمیں داری ختم کرنے کی بات تسلیم کرلی اور ۱۹۴۷ء میں انھوں نے سماج واد کے خیال کو بھی کسی حد تک منظور کرلیا۔ ان کا کہنا تھا کہ سماج واد بڑی اچھی چیز ہے اور ستیہ گرہ جیسے اچھے ذریعہ سے ہی اسے حاصل کیا جا سکتا ہے' پھر بھی گاندھی جی کے بہت سے ساتھیوں کا خیال ہے کہ ٹرسٹی شپ کا اصول ہی گاندھی جی کا خاص اصول ہے۔

۱۹۴۶ء میں مہاتما گاندھی جی کے مشورہ سے جناب پیارے لال صاحب نے ٹرسٹی شپ کے اصول کی وضاحت میں ایک نوٹ تیار کیا اس نوٹ میں انھوں نے بتایا کہ سرمایہ داری کو بنائے رکھنا ٹرسٹی شپ کا مقصد ہرگز نہیں ہے۔ سرمایہ داروں کو خود اپنی اصلاح کرنے کا موقع دینا ہی اس کی اصل غرض ہے۔ ٹرسٹی شپ کے تحت سرمایہ دار سرمایہ کا انتظام ٹرسٹی کی حیثیت سے عوام اور محنت کش کے مفاد میں ہی کریں گے۔ اور اس انتظام پر ریاست یا سماج کا مناسب کنٹرول ہوگا۔ حسب ضرورت سرکار کے ذریعہ ملکیت کے حقوق پر پابندی لگائی جا سکے گی' اور کسی شخص کو' اپنی دولت کو' سماج کے مفاد کو' نظر انداز کرتے ہوئے' خود غرضانہ طور پر اپنے تصرف میں لانے کا حق نہیں ہوگا۔ محنت کشوں کے لئے اچھی گذارے لائق مزدوری کا انتظام ہوگا اور سرمایہ داری کی آمدنی اس طرح متعین کی جائے گی کہ چھوٹے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ آمدنیوں کا فرق کم ہوتا جائے اور مساوات کا ماحول پیدا ہو سکے۔

الغرض گاندھی جی مساوات کی بنیاد پر ایک ایسا سماج اور ایسی اقتصادی تنظیم قائم کرنا چاہتے تھے جس سے سرمایہ قوم کا ٹرسٹ سمجھا جائے۔ ملکیت کے حقوق محدود ہوں ذاتی اغراض کے بجائے ملک اور عوام کے مفاد میں ہی سماج کی دیکھ ریکھ یا ملکیت بڑے بڑے کارخانے چلائے جائیں مزدوروں کو

ان کارخانوں کا حصہ دار سمجھا جائے اور ان کے مناسب بسر اوقات کے لئے روزگار اور مزدوری کا انتظام ہو۔

مشینوں کا استعمال گاندھی جی بذات خود بہت بڑی بڑی مشینوں کے بجائے چھوٹی اور منجھولی دستکاریوں اور صنعتوں کے ذریعہ عوام کی ضروریات کے لئے سامان تیار کئے جانے کے موافق تھے ان کا خیال تھا کہ بڑی بڑی مشینوں کے ذریعہ تھوڑی سی محنت سے بہت سا سامان تیار ہو سکتا ہے۔ پر ان کے ذریعہ بے کاری کا سوال حل نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں سرمایہ کی کافی کمی ہے اور محنت کش کافی بے روزگار ہیں بہت سرمایہ سے بننے والی مشینوں سے کام نہیں چل سکتا۔ جو سامان آسانی سے گھریلو دستکاریوں کے ذریعہ یا چھوٹی اور منجھولی مشینوں کے ذریعہ تیار کیا جا سکتا ہے اس کے لئے بڑی بڑی مشینوں کا استعمال نامناسب ہے پر گاندھی جی ہر حالت میں بڑی مشینوں کے استعمال کو غلط نہیں سمجھتے تھے جس کام کو چھوٹی یا منجھولی مشینوں کے ذریعہ بڑی مشکل سے کیا جا سکے اس کام کی تکمیل کے لئے گاندھی جی کی رائے میں بڑی مشینوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لوہے کے بھاری سامانوں کی تیاری کے لئے، ریل کے انجنوں اور جہازوں کو بنانے کے لئے بجلی پیدا کرنے کے لئے اور چھوٹی منجھولی مشینوں کو تیار کرنے کے لئے بڑی بڑی مشینوں کا استعمال گاندھی جی مناسب سمجھتے تھے۔

دیہاتی زندگی گاندھی جی شہری زندگی اور تمدن کے مقابلہ میں دیہاتی زندگی اور تمدن کو بہتر سمجھتے تھے انھیں یقین تھا کہ دیہات کی اقتصادی اور سماجی زندگی کو بہتر بنا کر ہی ہندوستان کی بے کاری، مفلسی اور بے ترتیبی دور کی جا سکتی ہے اور اجارہ داری میری عدم تشدد پر مبنی سماجی تمدن اور اقتصادیات کی اصلاح اور تنظیم کو وہ اپنی تعمیری پروگرام کا اہم ترین جز سمجھتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ گاؤں میں باہمی تعاون کی بنیاد پر زراعت اور صنعتوں کا ایسا معقول انتظام ہو کہ سب لوگ محنت و مشقت سے با روزگار ہو کر سکھ سے آزاد زندگی بسر کر سکیں گاندھی جی کو اس طرح کی سادہ زندگی ہی پسند تھی۔

روزگار اور روزی گاندھی جی روزگار اور روزی ہر انسان کا حق اور اس کے لئے مناسب

محنت ہر شخص کا فرض سمجھتے تھے ان کے خیال میں جہاں جسمانی محنت انسان کی خصلت ہے وہاں دوسروں کی محنت پر زندگی بسر کرنا انسانیت کے خلاف ہے۔ سب لوگ روزی کے لئے کچھ جسمانی محنت کریں اور محنت کشوں کو ذہنی اور تمدنی ترقی کے مواقع حاصل ہوں۔

سیاسی نظام

گاندھی جی سماج اور ریاست میں فرق کرتے تھے وہ انسانی زندگی کیلئے سماج کو ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن حکومت کی تنظیم کو عدم تشدد کے اصول کے خلاف بتاتے تھے ان کے خیال میں حکومت کے دباؤ اور کنٹرول کے بغیر بھی انسانی اوصاف کی مدد سے انسان ایک دوسرے کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ کر سکتے ہیں۔ اور برادرانہ خلوص کے ساتھ سماجی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن گاندھی جی تسلیم کرتے تھے کہ یہ بات اس وقت ممکن نہیں ہے نہ تو انسانوں میں اتنا ضبط نفس ہے کہ وہ باہری کنٹرول کے بغیر اپنے سماجی جذبہ کے ذریعہ سماجی زندگی بسر کر سکیں اور نہ سماج کا نظام اتنا مکمل اور انصاف پر مبنی ہے کہ وہ خود بخود ٹھیک طور پر چل سکے' ایسی حالت میں کچھ باہری کنٹرول ضروری ہو جاتا ہے۔ سیاسی تنظیم کی ضرورت بنی رہتی ہے اسی لئے ہندستان کو سیاسی آزادی حاصل ہو جانے کے بعد گاندھی جی ایک طرف اقتصادی اور سماجی آزادی کی جد وجہد کے ذریعہ سماج کے نظام کو انصاف پر مبنی اور مکمل کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف عوام کو ضبط نفس کا اور اپنے اخلاق کی اصلاح کا مشورہ دیتے تھے۔ تیسری طرف حکومت کے جمہوری نظام کی ایسی تشکیل کرنا چاہتے تھے جس میں تشدد کی کم سے کم ضرورت پڑے اور چوتھی طرف آزاد اداروں کی تکمیل کے ذریعہ سیاسی نظام کے دائرہ عمل کو محدود کر دینا چاہتے تھے۔ ان کے خیال میں وہی سرکار اچھی ہے جو کم سے کم حکومت کرے وہ چاہتے تھے کہ ہندوستان جمہوریت کی ایسی تشکیل ہو جس میں مرکز کے اختیارات بہت ہی محدود ہوں اور گاؤں پنچایتوں کے اختیارات اور فرائض وسیع ہوں — اور ایسے کاموں کے انتظام میں عوام خود حصہ لے سکیں۔

حق اور فرض

جمہوری زندگی کی مناسب تشکیل کے لئے گاندھی جی حقوق کا تحفظ اور فرائض کی ادائگی دونوں ہی ضروری سمجھتے تھے ان کے خیال میں سماج کی بہبود ہر انفرادی حق کی شرط ہے۔ فرض کی ادائگی حق کے مطالبے سے کہیں زیادہ ضروری ہے جمہوری اختیارات دراصل

سماجی ذمہ داریاں ہیں سماج کے مفاد میں ہی ان کا استعمال مناسب ہے۔ اخلاق، خلوص، ہمت، ذمہ داری کا احساس، عقیدہ کی پختگی اور قربانی کا جذبہ جمہوری عوامی زندگی کے جوہر ہیں۔ ضمیر کی پابندی ایک رہبر کا فرض ہے لیکن خودی اور خودغرضی کو ضمیر کا مترادف سمجھنا نامناسب ہے۔ ذاتی مفاد کے خیالوں کو چھوڑ کر ہی ذی ہوش حق پرست ضمیر کی آواز سن کر عوام کی خدمت کر سکتا ہے۔ ضبط نفس ہر حالت میں ضروری ہے۔ جماعتی تنظیم یا تحریک کی کامیابی کے لئے ڈسپلن [illegible] کی پابندی لازم ہے۔

[illegible] کے بغیر قربانیاں بے سود ہیں۔

تمدن

گاندھی جی کے خیال میں ہندوستان کا تمدن نامکمل ہوتے ہوئے بھی بہت سی باتوں میں مغرب کے تمدن سے بہتر ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے موجودہ تمدن کی بہت سی خرابیاں اور خامیاں اندرونی اصلاح کے ذریعہ آسانی سے دور ہو سکتی ہیں، جبکہ ہر بات میں مغرب کی نقل کے ذریعہ تمدنی ترقی ناممکن ہے۔ پھر بھی گاندھی جی جو ہندوستانی تمدن کی روحانیت کو برقرار رکھتے ہوئے، مغربی تمدن کے بہت سے کارآمد عناصر اور خیالات سے متاثر ہونے کو اور انھیں اپنے ملک کے تمدن میں شامل کرنے کو تیار تھے۔ وہ کہتے تھے کہ کسی ملک یا قوم یا نسل نے عقل کا ٹھیکہ نہیں لے لیا ہے۔ دوسروں کی اچھی باتوں کو قبول کرنا ہی مناسب ہے وہ کہتے تھے کہ ہمارے بزرگوں نے بہت سے تمدنی عناصر کے میل سے ہندوستانی تمدن کی تشکیل کی ہے، اور ان کی تقلید کرتے ہوئے ہم بھی ہندوستان کے موجودہ تمدن میں دنیا کے بہترین خیالات اور تجربات کو شامل کر سکتے ہیں۔ اور ہمیں بھی ان مختلف تمدنوں کے کارآمد عناصر کے میل کی کوشش کرنا چاہئے جنھوں نے ہندوستان میں رہتے ہوئے ہندوستانی زندگی کو متاثر کیا ہے اور خود اس کی سرزمین کی روح سے متاثر ہوئے ہیں گاندھی جی کسی پرانی تہذیب یا تمدن کو پھر سے واپس لانے کی بات کو غلط سمجھتے تھے اور ان کے خیال میں ہندوستان کے موجودہ تمدن کو صرف آریہ قوم کا تمدن کہنا بھی غلط ہوگا۔

بنیادی اصول

خدا کی عبادت – حق پرستی – عقیدے کی پختگی۔ مذہبی جذبات کا احترام
عدم تشدد۔ مردانگی کے ساتھ بے انصافی کی مخالفت۔ مساوات

پر مبنی انصاف کی موافقت۔ ضبطِ نفس۔ خیال اور عمل میں یکسانیت، اخلاقی ترقی، وطنیت پر مبنی قومیت۔ بنی نوع انسان سے محبت، انسانی شخصیت اور محنت کی عزت۔ محنت اور تمدن کی یک جہتی: روزگار اور روزی کا حق۔ محنت کا فرض۔ سب کی فلاح پر مبنی اقتصادی تنظیم۔ منافع کے بجائے عوام کے مفاد کے استعمال کے لئے پیداوار۔ انسانی آزادی کا احترام۔ سماج اور فرد کے حقوق میں توازن، فرائض کی پابندی۔ ذمہ داری کا احساس: قربانی کا جذبہ، خلق کی خدمت، سب کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ، حکومت کے دباؤ کے بغیر آزاد اتحاد کے ذریعہ سماجی زندگی کی تشکیل گاندھی جی کے کچھ بنیادی اصول تھے۔

(کوہِ نور پرنٹنگ پریس، دہلی)

The Message of Gandhi

by

Prof. Mukut Biharilal

RAMPUR INSTITUTE OF ORIENTAL STUDIES
1806 - Kalan Mahal, Delhi - 6
1969